خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

سوموار | 22 دسمبر 1997ء

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر: نسیم سیفی

CPL 61

فون 213029

جلد 47-82 نمبر 285 | سوموار 20 شعبان - 1418ھ 22 فتح 1376 ہش 22 دسمبر 1997ء

اعلان بابت التواء جلسہ سالانہ ربوہ 1997ء

امسال 26-27-28 دسمبر 1997ء کو جلسہ سالانہ کے ربوہ میں انعقاد کی اجازت کے لئے حکومت کو درخواست کی گئی تھی۔ لیکن حکومت کی طرف سے جلسہ کے انعقاد کی منظوری کی تاحال اطلاع نہیں ملی۔

اس لئے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی اجازت سے جلسہ سالانہ ربوہ 1997ء کا انعقاد ملتوی کیا جاتا ہے۔ احباب مطلع رہیں۔

(نظارت اصلاح وارشاد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

زندگانی کی زیادہ خواہش اکثر گناہوں کی اور کمزوریوں کی جڑھ ہے۔ ہمارے دوستوں کو لازم ہے کہ مالک حقیق کی رضا میں اوقات عزیز بسر کرنے کی ہر وقت کوشش کریں۔ حاصل یہی ہے' ورنہ آج چل دینے اور مثلاً پچاس سال کے بعد کوچ کرنے میں کیا فرق ہے۔ جو آج چاند و سورج ہے وہی اس دن ہو گا۔ جو انسان نافع اور اس کے دین کا خادم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خود بخود اس کی عمر اور صحت میں برکت ڈال دیتا ہے اور شرّالناس کی کچھ پروا نہیں کرتا۔ سو آپ سب کام ہر حال خدا میں ہو کر کریں۔ خود اللہ تعالیٰ آپ کو محفوظ رکھے گا۔

تیس سال سے زیادہ عرصہ گذرتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ تیری عمر اسّی برس یا دو چار اوپر یا نیچے ہو گی۔ اس میں بھی بھید ہے کہ جو کام مجھے سپرد ہے۔ اس قدر مدت میں تمام کرنا منظور ہو گا' لہٰذا مجھے اپنی بیماری میں کبھی موت کا غم نہیں ہوا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 438)

اپنے تئیں خدا مت بناؤ

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

لیکن انسان کو سوچنا چاہئے کہ ہو نہیں سکتا کہ اس کی تمام کی تمام خواہشیں پوری ہوں۔ اور وہ کسی تکلیف میں نہ پڑے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الاول جب اپنے ایک استاد سے رخصت ہونے لگے تو آپ نے ان سے درخواست کی کہ مجھے کوئی نصیحت کریں۔ آپ کے استاد نے فرمایا کہ آپ خدا نہ بنیں۔ حضرت مولوی صاحب نے سوال کیا کہ انسان کیسے خدا بنتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب انسان یہ چاہتا ہے کہ جس طرح اس کی خواہش ہے۔ اسی طرح ہو۔ اور اس کے خلاف کبھی نہ ہو۔ تو اس وقت وہ انسانیت سے باہر قدم رکھتا اور خدا بننا چاہتا ہے۔ کیونکہ انسان کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ جو خواہش کرے پوری ہو جائے۔ یہ تو خاصہ خداوندی ہے۔ کہ وہ جس طرح چاہتا ہے۔ اسی طرح اس کے ارادہ کے ماتحت سب کچھ انجام پاتا ہے۔ اور کوئی نہیں جو اس کے ارادہ میں مزاحم ہو سکے۔

تو درحقیقت بہت سے وسوسے اسی لئے ہوتے ہیں۔ کہ انسان خدا بننا چاہتا ہے۔ اگر انسان غور کرے تو اس کو معلوم ہو جائے کہ ایسے وساوس جو پاک ہوں اور محض صحیح علم کے ماتحت ہوں وہ شاذ و نادر ہوتے ہیں بلکہ شاید سو میں سے ایک ہو ورنہ بہت سے اعتراض جن کی بظاہر کوئی وجہ نہیں ہوتی وہ اغراض مخفیہ سے وابستہ ہوتے ہیں اور جن کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان پر شیطان کا قبضہ ہوتا ہے۔

میں نے کہا ہے کہ سو میں سے ایک کا شک اصلی ہوتا ہے اور اگر اور دقت نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ لاکھ میں سے ایک شک اصلی ہو گا۔ ورنہ جس کے دل میں شک پیدا ہوتا ہے اس شک و شبہ کی وجہ ذاتی ہے۔ کیونکہ انسان اپنے تئیں خدا اقرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جس طرح میں نے چاہا اسی طرح کیوں نہ ہوا۔ لاکھ میں سے ایک شبہ نہ سمجھنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

جن لوگوں کے دلوں میں شکوک شبہات پڑتے ہیں اور ان کے دل میں وساوس پیدا ہوتے ہیں۔ وہ عام طور پر ایسے ہی ہوتے ہیں جن میں برداشت کی طاقت نہیں ہوتی۔ وہ یہی چاہتے ہیں کہ جس طرح وہ چاہتے ہیں۔ اسی طرح ہو۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ والدین ہمیشہ جن بچوں کی خواہش کو پورا کرتے ہیں۔ اور کبھی ان کی خواہش کے خلاف نہیں ہونے دیتے۔ ان کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ بڑے ہو کر ہمیشہ مصائب اور دکھوں کے وقت گھبرا جاتے ہیں کیونکہ ان میں برداشت کی قوت نہیں پیدا کی جاتی۔ مگر وہ بچے جو ابتداء میں تکالیف اٹھاتے ہیں ان میں برداشت کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ کسی سخت سے سخت تکلیف سے بھی نہیں گھبرایا کرتے۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے تئیں خدا مت بناؤ۔ خدا ہی ایک ایسی ہستی ہے کہ وہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ اگر انسان کی کوئی خواہش پوری نہ ہو

باقی صفحہ 7 پر

درس کلام الٰہی

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کا درس کلام الٰہی مبارک ایام میں جمعہ کے علاوہ روزانہ 4-30 بجے شام تا 6 بجے شام (پاکستانی وقت) نشر ہو گا۔ احباب استفادہ فرمائیں۔

(نظارت اشاعت - شعبہ سمعی بصری)

تقریب شادی

○ مکرم ڈاکٹر فرید احمد احسن صاحب ایف۔ آر۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ یو۔ کے ابن مکرم ملک محمد اعظم صاحب نائب قائد تجنید انصار اللہ پاکستان ربوہ کی شادی ہمراہ عزیزہ محترمہ حمیرہ نورین صاحبہ بنت مکرم شیخ سعد الدین سعدی صاحب ٹاؤن شپ لاہور مورخہ 30 نومبر 97ء منعقد ہوئی۔ 2 دسمبر 97ء کو ملک محمد اعظم صاحب نے اپنے مکان بیت الفرید۔ دار العلوم غربی الف ربوہ پر دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی۔ عزیزہ حمیرہ نورین صاحبہ مکرم شیخ عبدالقادر صاحب (وفات یافتہ) محقق و سکالر لاہور کی پوتی اور مکرم محمد اسماعیل غازی بٹ صاحب چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی (ر) لاہور۔ کی نواسی ہے

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجوب بنائے۔

ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم ظفر احمد صاحب حال جاپان ابن مکرم حافظ محمد یوسف صاحب دار النصر غربی ربوہ کو 15- دسمبر 1997ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کے باعمر سعادت مند اور خادم دین ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

درخواست دعا

○ مکرم رانا محمد ظفراللہ صاحب مربی سلسلہ نظارت وقف عارضی کے والد مکرم رانا عطاء اللہ صاحب آف خوشاب حال لندن کا ہرنیا کا اپریشن لندن کے ایک ہسپتال میں ہوا ہے۔ موصوف کی صحت کاملہ کیلئے درخواست دعا ہے۔

انسان کو ہلاک کرنے والی چیزوں میں سے ایک بد صحبت بھی ہے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

22 فتح 1376 ہش   22 دسمبر 1997ء

تین قسم کی قربانیاں

حضرت امام جماعت الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں:-

"ایک خاص امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دنیا میں اعمال چند قسم کے ہوتے ہیں۔ مالی قربانی۔ جانی قربانی۔ عزت کی قربانی۔ دماغی قربانی وہ بھی جسمانی قربانی۔ کا ایک حصہ ہے۔ دراصل یہ تین ہی قربانیاں ہیں۔ مالی قربانی۔ جسمانی قربانی عزت کی قربانی باقی تمام قربانیاں اس کے نیچے آجاتی ہیں ان میں سے جس قربانی میں کمی کی جائے اس کی کمی کے باعث ذلیل ہونا پڑے گا۔"

گویا کہ قربانیوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ نے اسے ایک خاص امر سے تعبیر کیا ہے۔ ہدایات دینے والی تو بہت سی ہوتی ہیں لیکن ان میں سے بعض ہدایات خاص اہمیت رکھتی ہیں اور ان ہدایت دی جانے والی باتوں کو خاص امر بھی کہا جا سکتا ہے۔ پس آپ کا یہ فرمانا کہ ایک خاص امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں بتاتا ہے کہ قربانیوں کا ذکر نہایت اہم ہے قربانیاں جو یہاں پیش کی گئی ہیں وہ تین قسم کی ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دراصل قربانیاں ہوتی ہی تین قسم کی ہیں۔ اگر ان کے علاوہ بھی کسی بات کو قربانی کہا جاسکے تو وہ کسی نہ کسی طرح انہی تین قربانیوں کے ذیل میں آجاتی ہے۔ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کا جائزہ لیں کہ کیا ہم اس خاص امر کی طرف متوجہ ہیں یا نہیں۔ تینوں قربانیاں ایسی ہیں کہ کسی ایک ہی شخص میں بھی جمع ہو سکتی ہیں اور مختلف افراد میں بھی ایک دو یا تینوں قربانیاں پائی جا سکتی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مالی وسعت دی ہے تو آپ یقیناً دوسروں سے مالی قربانی میں زیادہ نمایاں ہوں گے۔ لیکن جہاں تک قربانی کی حقیقت کا سوال ہے اگرچہ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ زیادہ رقم دینے والا زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے لیکن یہ نمایاں ہونا انسانوں کی نظر سے تعلق رکھتا ہے۔ قربانی کی اصل حقیقت یہ ہے کہ آپ نے کس جذبے کے ساتھ کس حد تک قربانی کی ہے۔ آپ کے پاس کیا ہے اور اس میں سے آپ نے کیا دے دیا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے مال کا بیسواں حصہ دیتا ہے تو اس کی قربانی کو اس شخص کی قربانی سے زیادہ اہم نہیں قرار دیا جا سکتا جس نے اپنے مال کا نصف حصہ دے دیا ہے۔ چاہے یہ رقم تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے ساتھ جذبے کی فراوانی ہے اور قربانی کو اسی جذبے نے زیادہ اہم بنا دیا ہے۔

پس ہر شخص کو اپنی زندگی پر غور کرنا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ وہ کیسی مالی قربانی کر رہا ہے۔ اگرچہ ان لوگوں پر رشک تو ضرور آتا ہے جو زیادہ رقم فراہم کرتے ہیں لیکن جیسا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے کئی جگہوں پر فرمایا ہے کہ غریبوں کو اس موازنے سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ ان کی قربانی اپنی جگہ پر ایک خاص اہمیت رکھتی ہے کہ تھوڑا ہونے کے باوجود انہوں نے نسبتاً زیادہ دیا۔ پس ہمیں اپنی اپنی مالی قربانی پر خود غور کرنا چاہئے اور اس بات سے اپنے آپ کو مطمئن کر لینا چاہئے کہ نسبتاً ہماری قربانی زیادہ ہے۔

جانی قربانی کی بھی ضرورت پیش آتی ہے۔ انسان کو بعض خطرات لاحق ہوتے ہیں اور ان خطرات میں اس کی جان جانے کا خطرہ بھی شامل ہوتا ہے۔ اگر وہ بشاشت کے ساتھ ان خطرات کو قبول کرے اور اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہو تو اس کی یہ جانی قربانی ایک خاص اہمیت اختیار کر جاتی ہے۔ مرنے کو تو ہر شخص نے مرنا ہے۔ یہاں کسی نے بیٹھے نہیں رہنا۔ لیکن جو شخص کسی مقصد کے لئے اپنی جان پیش کر دیتا ہے اس کا مرنا زندگی ہی کے مترادف ہے اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ جو لوگ خدا کی راہ میں جان دیتے ہیں انہیں مردہ نہ کہا جائے وہ زندہ ہی رہتے ہیں۔ پس ہمیں ہر وقت یہ دیکھنا چاہئے کہ کوئی ایسا خوف تو نہیں جو ہمیں جان کی قربانی سے دور رکھے۔

تیسری قسم کی قربانی کا تعلق عزت کی قربانی سے ہے۔ عزت کی قربانی میں ہو سکتا ہے مال بھی ضائع نہ ہو۔ جان بھی نہ جائے لیکن انسان کو بے عزت کرنے کی کوشش کی جائے۔ عام طور پر انسان اس بات سے ڈرتا ہے کہ اس کی کہیں بدنامی نہ ہو جائے۔ اس کی عزت پر بٹہ نہ لگ جائے۔ لیکن دیکھنے والی بات یہ ہے کہ اگر بدنامی ہوتی ہے اور عزت پر بٹہ لگتا ہے تو ایسا کس وجہ سے ہوتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی راہ میں ایسا ہوتا ہے تو یہ ایک سعادت ہے۔ یہ قربانی ہے۔ اگر اپنی کسی خامی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اپنی بداعمالی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ تو اس سے ہمیں ڈرنا چاہئے۔ اس سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہئے۔ ہاں جیسا کہ ہم نے کہا ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اگر عزت پر بٹہ لگے تو وہ عزت پر بٹہ لگنے والی بات نہیں بلکہ زیادہ اعزاز کی بات ہے۔ جنہیں خدا تعالیٰ کی راہ میں بدنام کیا جاتا ہے جن کی عزت پر ہاتھ ڈالا جاتا ہے۔ وہی تو لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ سے عزت پاتے ہیں۔

پس ہمیں اس بات پر بھی غور کرتے رہنا چاہئے کہ ہماری عزت پر بٹہ لگنا اور ہمیں بدنام کرنا کس وجہ سے ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی وجہ سے ہے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں یہ کچھ ہوتا ہے تو ہمیں اس سے خوش ہونا چاہئے۔

پس یہ تینوں قربانیاں جن کا اس ارشاد میں حضرت امام جماعت الثانی نے ذکر فرمایا ہے ہم سب کے لئے ضروری ہیں۔ ہم سب ان تینوں قربانیوں کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

تمہاری ناکامیوں کے آڑے تو آ رہے ہیں کئی بہانے
ہمیں جو معلوم ہے وہ یہ ہے خدا کی باتیں خدا ہی جانے
ہماری تعمیر روکنے کی جنہیں ہمیشہ رہی تمنّا
لگا دیا ہے خدا نے اُن کو انہی کی تخریب کے ٹھکانے
جو فصل کانٹوں کی بو رہے تھے ہماری ہر ایک رہگذر پر
انہی سے پوچھے کوئی کہ ان سے سلوک کیسا کیا خدا نے

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پوسٹل انٹرویو

محترم مولانا عبدالوہاب آدم صاحب

(امیر و مربی انچارج گھانا)

1۔ اس وقت خاکسار کو بحیثیت امیر، مربی انچارج جماعت ہائے احمدیہ گھانا خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

2۔ جامعہ احمدیہ ربوہ سے شاہد کی سند حاصل کرنے کے بعد خاکسار کو گھانا میں مندرجہ ذیل علاقوں میں بحیثیت ریجنل مربی کام کرنے کا موقع ملا۔1۔ برونگ الم فوریجن اور ناردرن ریجن۔ نیز جامعہ احمدیہ (احمدیہ مشنری ٹریننگ کالج) سالٹ پانڈ میں بحیثیت پرنسپل خدمت کا موقع ملا۔ جس کے بعد خاکسار ربوہ گیا۔ ربوہ میں قیام کے دوران حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث نے خاکسار کو مربیان۔ سلسلہ کے لئے پہلا ریفریشر کورس کا نگران مقرر فرمایا۔ اس کے بعد خاکسار کو انگلستان میں بحیثیت نائب امام بیت الفضل لندن خدمت کی توفیق ملی۔

3۔ خاکسار کو جنوبی افریقہ کے سیاسی اور معاشی نظام Apartheid کے بارہ میں ایک مفصل مضمون لکھنے کی توفیق ملی جس کا عنوان "دین حق اور نسل پرستی" تھا۔

اس مضمون کے بارہ میں کراچی یونیورسٹی کے ایک سابق وائس چانسلر جناب ڈاکٹر محمد اسلم صاحب نے فرمایا کہ یہ مضمون اتنا اہم ہے کہ اس کی وسیع پیمانے پر اشاعت ہونی چاہئے۔ چنانچہ خاکسار کو اس بات سے خوشی ہوئی کہ یہ مضمون من و عن ریویو آف ریلیجنز میں انگریزی زبان میں شائع ہوا۔ نیز اس مضمون کا اردو ترجمہ ربوہ سے شائع ہونے والے رسالہ "ماہنامہ خالد" میں شائع کیا گیا۔ اس مضمون میں خاص طور پر دینی نقطہ نگاہ سے نسل پرستی Apartheid کے نظام کی قباحتوں کی نقاب کشائی کی گئی تھی۔ اسی طرح خاکسار کو "(دین حق) اور عیسائیت" کے عنوان سے ایک مضمون لکھنے کی توفیق ملی جو انگلستان کے سالانہ جلسہ کے موقع پر پڑھا گیا نیز یہ مضمون ریویو آف ریلیجنز میں بھی شائع ہوا۔

خاکسار کو ایک اور مضمون "ظہور امام (-)" لکھنے کی توفیق ملی چنانچہ یہ مضمون بھی انگلستان کے جلسہ سالانہ کے موقع پر پڑھا گیا۔ جنوبی افریقہ سے جماعت کے دو اہم اخبارات The Truth اور The Guidence میں بھی 1953ء سے خبریں اور مضامین بھجوانے کی توفیق ملی۔

1982ء میں سپین میں انٹرنیشنل مجلس شوریٰ کے موقع پر حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے خاکسار کو ازراہ شفقت ریویو آف ریلیجنز کو جدید خطوط پر شائع کرنے کے لئے قائم ہونے والی کمیٹی کا چیئرمین مقرر فرمایا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس کمیٹی کی رپورٹ اور سفارشات کی روشنی میں اس وقت ریویو آف ریلیجنز شائع ہو رہا ہے۔

انگلستان میں قیام کے دوران جماعت احمدیہ کے رسالہ Herald (-) میں بھی خاکسار کے مضامین شائع ہوتے رہے۔ نیز خاکسار کو اس رسالہ کے Co-Editor کے طور پر خدمت کا موقع ملا۔

خاکسار کو نظام (تزکیہ اموال) کے بارہ میں لوکل زبان TWI میں ایک کتاب لکھنے کی توفیق ملی نیز حضرت بانی سلسلہ کی معرکۃ آلاراء کتاب "...... ہندوستان میں" کا لوکل زبان TWI میں ترجمہ کرنے کا موقع ملا۔

1970ء میں جب حضرت امام جماعت الثالث مغربی افریقہ کے دورہ کے دوران گھانا تشریف لائے تو اس کا مسودہ حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

گھانا کے ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ایک اہم پروگرام Reflections جو کہ ریڈیو کا ابتدائی اور ٹیلی ویژن کا اختتامی پروگرام ہوتا تھا۔ کے تحت دینی تعلیمات کی روشنی میں 100 سے زائد مضامین لکھ کر پڑھنے کا موقع ملا۔ بہت سے احمدی احباب عیسائی اور غیر از جماعت دوستوں کے اصرار پر ان مضامین کو کتابی شکل دینے کا پروگرام ہے۔ اس پروگرام کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

4۔ پبلک ریلیشنز کے سلسلہ میں خاکسار کو گھانا کے سابق اور موجودہ سربراہان مملکت سے ملاقات کا موقع ملا۔ اس ملاقات کے دوران انہیں کلام الہٰی کا تحفہ پیش کیا گیا۔

نیز پوپ جان پال II کے 1980ء کے دورہ گھانا کے موقع پر ان سے ملاقات کا موقع ملا اس موقع پر انہیں کلام الہٰی تحفہ کے طور پر پیش کیا گیا مزید برآں گھانا میں مقیم مختلف ممالک کے سفارت کاروں' گھانا کی یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز' وزراء' ممبران پارلیمنٹ' پیرامونٹ چیفس اور جز سے ملاقات کا موقع ملتا رہتا ہے۔ جن میں سے بعض کو کلام الہٰی اور دیگر کتب سلسلہ عالیہ احمدیہ پیش کرنے کا موقع ملتا رہتا ہے۔

5۔ جن مقامات پر خاکسار کو کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ خاکسار کا تاثر یہ ہے کہ احمدیت کی نئی نسل بڑی لگن' دلجمعی اور روحانی جذبہ سے سرشار سلسلہ کے کاموں میں دلچسپی لیتی ہے۔

6۔ ائمہ احمدیت کی طرف سے اظہار خوشنودی کے سلسلہ میں سب سے اول تو خاکسار اس امر کا اظہار کرنا چاہتا ہے کہ جب خاکسار حصول تعلیم کی خاطر جامعہ احمدیہ ربوہ گیا تو اس موقع پر حضرت امام جماعت الثانی نے خاکسار کی والدہ صاحبہ کے لئے خوشنودی کا اظہار فرمایا کہ اس خاتون نے اپنے خرچ پر محض دینی تعلیم کے حصول کے لئے گولڈ کوسٹ (مغربی افریقہ) سے اپنے بیٹے کو ربوہ (پاکستان) بھجوایا۔

حضرت امام جماعت الثالث نے خاکسار کو پیرامونٹ مشنری کے خطاب سے نوازا۔ نیز ایک موقع پر جبکہ خاکسار ربوہ میں مقیم تھا اور حضرت صاحب کسی سفر پر تشریف کے لئے جا رہے تھے۔ حضرت صاحب نے ازراہ شفقت خاکسار کو ربوہ میں امیر مقامی مقرر فرمایا۔

باقی صفحہ 4 پر

میاں محمد ابراہیم

زورِ دعا

میری زندگی میں دو تین واقعات ایسے گزرے ہیں۔ جن سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی ان کے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعائیں سنتا ہے اور ان کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔ دعا کے یہ مواقع جو میں بیان کر رہا ہوں۔ ان کے پس منظر کے ساتھ۔ مجھے کبھی نہیں بھولے۔ وہ میرے ذہن میں پورے طور پر محفوظ ہیں قارئین الفضل کے ازدیاد ایمان کی خاطر آج کی صحبت میں ان ناقابل فراموش مشاہدات کا ذکر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

1947ء میں ہم نقل مکانی کر کے چنیوٹ میں آباد ہو گئے۔ ان دنوں کالج ابھی معرض وجود میں نہ آیا تھا۔ اس لئے اپنوں اور اغیار سب کی نظریں تعلیم الاسلام ہائی سکول کی طرف ہی لگی ہوئی تھیں۔ چنیوٹ کے جس ہندوؤں کے سکول کی عمارت ہمیں الاٹ ہوئی۔ ہم نے عملاً اپنے ہاتھوں سے اس کی مرمت کی کیونکہ عمارت جل چکی تھی۔ فرنیچر غائب تھا۔ نہ کوئی بنچ نہ کوئی کرسی حضرت حافظ سید محمود اللہ شاہ صاحب ان دنوں ہمارے ہیڈ ماسٹر تھے۔ دل کے عارضہ کی وجہ سے آپ خود کسی کلاس کو پڑھاتے نہ تھے۔ لیکن آپ کی وجاہت دینداری اور روحانیت کے طفیل سبھی اساتذہ وقف کی روح کے مطابق لگن' محنت اور محبت سے پڑھاتے تھے۔ قادیان کے زمانہ سے ہی ہماری ایک یہ خصوصیت رہی ہے کہ ہم اپنی اور طلباء کی کامیابی کے لئے دعاؤں پر زور دیتے تھے۔ حضرت صاحب (امام جماعت الثانی) کی سکول کو مثالی بنانے کی طرف خاص توجہ تھی۔ اور جب ہم چنیوٹ میں اسلامیہ ہائی سکول کے پہلو میں واقع خستہ عمارت میں دھونی رما کے بیٹھ گئے۔ اور تعلیمی میدان میں ان پر برتری قائم کرنے کی پوزیشن میں آئے۔ تو لازماً باہمی رقابت اپنا جوبن دکھلانے لگی۔ ساز و سامان کے لحاظ سے ہم صفر تھے۔ لٹا پٹا قافلہ' لیکن اپنے مقصد کے حصول کیلئے اردگرد کی غیر متزلزل احمدی جماعتوں نے ہماری اس علاقہ میں آمد کو غنیمت سمجھا اور جو بچے اور کسی سکول میں داخل ہونے کی صلاحیت نہ رکھتے تھے۔ ان کو "اپنے" سکول میں بھجوا دیا۔ نتیجتاً میٹرک کی کلاس اوسط سے کمتر تھی۔ اساتذہ کو میرے سمیت خدشہ تھا کہ ہمارا میٹرک کا نتیجہ لازماً خراب نکلے گا۔ اور جگ ہنسائی کا موجب۔ اس کیفیت کے تصور سے بھی دل کانپتا تھا۔ جب میٹرک کی کلاس کا سکول میں آخری دن تھا۔ تو الوداعی پارٹی کا اہتمام ہوا۔ سامنے دیواروں پر چڑھے اسلامیہ ہائی سکول کے طلباء اس تقریب کی کارروائی دیکھ رہے تھے۔ اس وقت یاد نہیں آ رہا کہ مہمان خصوصی کون بزرگ تھے۔ بہرحال دعا ہوئی۔ اور ایسے سوز و گداز سے کہ ہماری چیخیں نکل گئیں۔ رونا اس بات پر آتا تھا کہ بچے اب امتحان کے لئے جا رہے ہیں۔ لیکن ان کی اکثریت کمزور طلباء پر مشتمل ہے۔ اور یہ تو پاس ہی نہیں ہوں گے۔ اور اگر اے ہمارے غفار و رحیم پروردگار اگر یہ فیل ہو گئے۔ جیسا کہ نظر آ رہا ہے۔ تو اس سے جماعت احمدیہ کے وقار اور نیک نامی کو انمٹ دھبہ لگے گا۔ اے خدا تو جانتا ہے کہ ہم نے اپنی طرف سے پوری دیانتداری اور ذمہ داری کے ساتھ کام کیا ہے۔ تو اپنے خاص فضل سے جماعت کو بدنامی سے بچائیو! دعا ہوئی اور ایسے ماحول اور کیفیت میں کہ جب دعا ختم ہوئی۔ آنسوؤں کے درمیان۔ تو دل نے گواہی دی کہ دعا قبول ہو گئی۔ دل مطمئن ہو گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ذلت سے بچائے گا۔ لیکن دماغ کہے کہ وہ کیسے۔ ان طلباء کی اکثریت تو کمزور ہے۔ مجھے یاد ہے بہرحال میرا دل مطمئن ہو گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ وہ چاہے تو ہمیں بدنامی سے بچنے کا انتظام کر سکتا ہے کیسے۔ یہ بھی وہی جانتا ہے۔... نتیجہ کے اعلان کا دن آیا تو اس وقت "سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کے ایڈیٹر مولانا یعقوب خاں صاحب کا تار آیا۔ Send Munawar's photo اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے طالب علم منور احمد چونکہ یونیورسٹی بھر میں اول آیا ہے۔ اسی شام ریڈیو پر (نتیجہ کے دن سے قبل) اعلان ہوا کہ اول سات پوزیشنز میں سے۔ پہلی' تیسری' چوتھی اور چھٹی تعلیم الاسلام ہائی سکول نے حاصل کی ہیں۔ مجموعی طور پر نتیجہ کی اوسط تو واجبی ہی تھی۔ لیکن کیفیت نے ایسا سماں باندھ دیا کہ کمیت کی بجائے کیفیت نے لے لی اور ہر طرف سے سکول کو مبارکبادیں آنا شروع ہو گئیں۔ اور اس طرح میں نے بھی دیگر اساتذہ کی طرح اطمینان کا سانس لیا۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ہماری عاجزانہ اور متضرعانہ دعاؤں کو قبول فرمایا۔ یہ جو کچھ ہوا۔ غیر متوقع طور پر نامساعد حالت میں' معجزانہ طور پر۔

اب ایک ذاتی واقعہ جسے بیان کرنے سے پہلے میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے۔ کہ دینی اور روحانی لحاظ سے خاکسار کو کوئی امتیازی مقام حاصل ہے۔ من آنم کہ من دانم۔ اس سے البتہ یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مستجاب الدعوات ہے۔ اور ہر بندہ کی خواہ وہ خاکسار کی طرح لاشئے ہی ہو اور گناہوں کا پتلا دعا سنتا ہے ہوا یہ کہ 1973ء میں حضرت امام جماعت الثالث نے خاکسار کو بطور مربی امریکہ بھجوا دیا۔ اس سے پہلے میں کبھی کراچی تک بھی نہ گیا تھا۔ کھانا پکانا بھی نہ آتا تھا۔ رہائش کے لئے ڈیٹن کی بیت موجود تھی۔ جس کے بغلی کمرہ میں میرا دفتر تھا اور وہی میری بیٹھک اور سونے کا اور ملاقات کا کمرہ۔ بیسمنٹ خاصی وسیع تھی اس طرح جماعتی کچن لیکن کچن کا فائدہ تو تب ہوتا۔ اگر مجھے کھانا پکانا آتا ہوتا۔ یہاں تو کیفیت ہی اور تھی۔ یہ تو غنیمت تھا کہ گیس کا چولہا جلا کر چائے بنا سکتا تھا۔ لیکن روٹی کی بجائے

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غلام مصطفیٰ تبسم

اخلاقی تعلیم

بد اخلاقی سے بچنے اور نیک اور صالح اولاد کے متعلق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں صالح اور خدا ترس اور خادمِ دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو اس کا یہ کہنا بھی نِرا ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہے جب تک وہ خود اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔ اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذّاب ہے۔ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو مُتقیانہ بناوے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہو گی اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہو گی کہ اس کو باقیاتِ صالحات کا مصداق کہیں..... پھر ایک اور بات ہے کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی بھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور ان کو عُمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں نہ کبھی ان کے لئے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتبِ تربیت کو مدِّ نظر رکھتے ہیں۔ میری تو اپنی یہ حالت ہے کہ میری کوئی (عبادت) ایسی نہیں جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا۔ بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بُری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتداء میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو ان کو تنبیہہ نہیں کرتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بے باک ہوتے جاتے ہیں.....

جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا نہ اس کے عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے۔ یہ یاد رکھو اس کا ایمان دُرست نہیں ہو سکتا جو اقرب تعلقات کو نہیں سمجھتا جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی اُمید اس سے کیا ہو سکتی ہے......

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ الثانی (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) خطبہ فرمودہ 1935ء میں فرماتے ہیں۔

اگر بچپن میں جھوٹ یا چوری وغیرہ کی بدعادات پڑ جائیں تو بڑے ہو کر ان کو کتنے ہی وعظ و نصیحت کئے جائیں کتنا سمجھایا جائے اور کتنی ہی ملامت کی جائے لیکن وہ ان افعال کو بُرا سمجھتے ہوئے بھی ان میں مبتلا ہو جاتے ہیں.... بچپن کی عادات انسان کے ساتھ جاتی اور باقی رہتی ہیں.... اس لئے بچپن میں بچوں کو اخلاقِ فاضلہ کی مشق کرانی چاہئے اس سے آئندہ نسلوں کے اخلاق کی حفاظت ہو جائے گی۔ یہ بچپن میں تربیت نہ ہونے کا نتیجہ ہے کہ کئی ایسے آدمی ہیں جو بہت مخلص اور نیک ہیں لیکن بے ساختہ ان کے مُنہ سے گالیاں نکل جاتی ہیں...... یہ بچپن کی عادت کا نتیجہ ہے کہ وہ اس فعل کی مضرتوں سے واقف ہوتے ہوئے بھی اس سے بچ نہیں سکتے۔..... بچپن کے زمانہ میں جہاں بچہ بہت جلد اور آسانی کے ساتھ اخلاقِ فاضلہ سیکھ سکتا ہے وہاں اگر اس کی نگرانی نہ کی جائے اور اس کے اخلاق خراب ہو جائیں تو ایسا خطرناک ہو جاتا ہے کہ دوسرے بچوں کے اخلاق بھی بگاڑ دیتا ہے۔ بڑے بڑے آدمی تو چونکہ عیب کو عیب سمجھنے کی قابلیت رکھتے ہیں اس لئے اس سے بچنے کی کوشش بھی کرتے ہیں لیکن بچوں میں چونکہ نقل کرنے کی عادت ہوتی ہے اس لئے وہ جو کچھ دوسرے کو کرتے دیکھتے ہیں وہی کرنے لگ جاتے ہیں۔ ایک لڑکے کو اگر جھوٹ بولنے کی عادت ہو گی یا گالیاں دینے کی یا چوری کرنے کی تو جتنے لڑکوں کا اس سے تعلق ہو گا وہ سارے کے سارے ان حرکات میں اس کی نقل کریں گے..... تو بچپن کا زمانہ نہ صرف یہ کہ اخلاقِ فاضلہ سیکھنے کا بہت بڑا میدان ہے بلکہ دوسروں کے اخلاق بگاڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے..... غرض بچپن میں جن کے اخلاق خراب ہو جاتے ہیں وہ نہ صرف اپنے آپ کو تباہ کر لیتے ہیں بلکہ اوروں کی بھی تباہی کا باعث بنتے ہیں اور بچپن کی عادات کا اس قدر اثر ہوتا ہے کہ بڑے ہو کر ان کی اصلاح مشکل ہو جاتی ہے۔

آپ مزید فرماتے ہیں۔

بچوں کے اخلاق کی درستی میں میانہ روی اختیار کرنی چاہئے نہ تو اتنی تنگی کرنی چاہئے کہ وہ کسی سے مل ہی نہ سکیں اور نہ ہی اتنی آزادی دینی چاہئے کہ وہ جو چاہیں کرتے پھریں اور ان کی کوئی نگہداشت نہ کی جائے.......

سب سے پہلی اور نہایت ضروری بات یہ ہے کہ ماں باپ بچوں سے ناجائز محبت نہ کریں اگر کوئی ان کے بچے کے متعلق شکایت کرے تو اس کی اصلاح کی تجویز کریں۔ اگر بچہ جھوٹ بولتا ہے یا چوری کرتا ہے یا کوئی اور بدی اس میں ہے تو اسے سرزنش کریں لیکن ایسی سختی بھی نہ ہو کہ بچہ ان سے چُھپ کر بدی کرنے لگے..... جہاں اپنے بچوں کی اصلاح کی فکر اور نگہداشت ضروری ہے وہاں دوسرے بچوں کے اخلاق و عادات کی نگہداشت بھی ضروری ہے۔

پس آپ جب تک دوسروں کے بچوں کے اخلاق کی بھی نگرانی نہیں کریں گے اپنے بچوں کی طرف سے مطمئن نہیں ہو سکتے۔ عام علاجوں میں سے ایک علاج یہ بھی ہے جو حضرت امام جماعت احمدیہ الاوّل بھی فرمایا کرتے تھے کہ بچوں کو بعض مُفید فقرے یاد کرا دیئے جائیں جن میں ان کو یہ بتایا جائے کہ ہم یہ کریں گے یہ نہیں کریں گے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (ہماری دلی دعائیں آپ کیلئے) نے واقفینِ نَو بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے مختلف ہدایات جاری فرمائیں ان ہدایات کا خلاصہ ذیل میں پیشِ خدمت ہے والدین سے گزارش ہے کہ اپنے بچوں کی تربیت سے کبھی غافل نہ ہوں اور اپنے اندر سچائی اور پاکیزگی پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ واقفینِ نَو بچوں میں!

- خدا تعالیٰ سے محبت پیدا کریں۔
- الٰہی تعلیمات سے محبت پیدا کریں۔
- عبادت سے محبت پیدا کریں۔
- کلامِ الٰہی کی روزانہ تلاوت کی عادت پیدا کریں۔
- دین کی غیرت اور محبت پیدا کریں۔
- امامت سے محبت پیدا کریں۔
- نظامِ جماعت کی اطاعت کا جذبہ پیدا کریں
- نظامِ جماعت اور جماعتی عہدہ داروں کا احترام پیدا کریں۔
- ذیلی تنظیموں اطفال الاحمدیہ' ناصرات الاحمدیہ اور خدام الاحمدیہ سے تعلق پیدا کریں۔
- سچ سے محبت پیدا کریں اور جھوٹ سے نفرت پیدا کریں۔
- غُصّہ کو ضبط کرنے کی عادت پیدا کریں۔
- تحمل پیدا کریں۔
- ہربات کا جواب سوچ سمجھ کر دینے کی عادت پیدا کریں۔
- علم کو علم کی حد تک اور اندازے کو اندازے کی حد تک بیان کرنے کی عادت پیدا کریں۔
- عزم وہمت پیدا کریں۔
- سخت جانی کی عادت ڈالیں۔
- ہر تکلیف اور آزمائش کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے کی عادت پیدا کریں۔
- تقویٰ اور قناعت پیدا کریں۔
- غنا اور وفا پیدا کریں۔
- امانت اور دیانت پیدا کریں۔
- بڑوں کا ادب' اور چھوٹوں سے شفقت کا مادہ پیدا کریں۔
- کم علم کو حقارت سے نہ دیکھنے کی عادت پیدا کریں۔
- بیہودہ مذاق سے بچتے ہوئے پاکیزہ مزاح کی عادت پیدا کریں۔
- علم حاصل کرنے کا جذبہ پیدا کریں۔
- علم کو وسیع کرنے کے لئے اچھے رسائل' کُتب اور اخبارات کے مطالعہ کی عادت پیدا کریں۔
- اُردو اور عربی زبان لازمی سکھائیں۔
- اُردو اور عربی زبان کے علاوہ چینی' روسی' سپینش' اور فرانسیسی زبانوں میں سے کوئی ایک زبان سکھائیں کیونکہ جماعت کو آئندہ ان زبانوں کے ماہرین کی ضرورت ہے۔
- حساب کتاب رکھنے کی عادت پیدا کریں اور تربیت دیں۔
- واقفاتِ نَو بچیوں کو ترجیحاً ایڈ یا ایم ایڈ' یا میڈیکل کی تعلیم دلائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ توفیق عطا کرے کہ ان تمام بابرکت نصائح پر عمل کرنے والے بنیں اور بچوں کی تربیت' اخلاق کی درستی کا جو معیار حضرت صاحب چاہتے ہیں اللہ ان کے حاصل کرنے کی ہمیں توفیق عطا کرے آمین۔

OOO

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

بقیہ صفحہ 3

حضرت امام جماعت الثالث نے جب خاکسار کو انگلستان کے لئے مربی مقرر فرمایا تو حضرت صاحب نے فرمایا مغربی اقوام نے ایک لمبا عرصہ تک افریقہ پر حکومت کی ہے۔ چنانچہ میں Sweet Revenge خوشگوار بدلہ کے طور پر آپ کو انگلستان میں مربی مقرر کر رہا ہوں۔

1996ء کے جلسہ سالانہ انگلستان کے موقع پر حضرت امام جماعت الرابع نے خاکسار کی انکساری اور اطاعت کے بارہ میں تعریفی کلمات ارشاد فرمائے۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔

خاکسار Brofoyedru اشانٹی ریجن گھانا میں 1936ء میں پیدا ہوا۔ ابتدائی تعلیم میتھوڈسٹ Mathodist پرائمری سکول سے حاصل کی۔ اس کے بعد یونائیٹڈ سینئر سکول اور پھر تعلیم الاسلام احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد خاکسار نے جامعہ احمدیہ ربوہ (پاکستان) سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔

8۔ طالب علموں کے لئے خاکسار یہ نصیحت پسند کرے گا کہ وہ محنت اور دعاؤں سے اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے بنی نوع انسان کی خدمت کی کوشش کریں۔

OOO

تحریک جدید کے سال نو کیلئے ہدایات

- حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے 1959ء میں سال نو کے اعلان کے بعد فرمایا۔

"اب تحریک جدید کے نئے سال کا وقت آگیا ہے ہماری جماعت کا چندہ پہلے سے ہزاروں گنا بڑھ جانا چاہئے...... پس میں تحریک کرتا ہوں کہ آپ آئندہ سال تحریک جدید کے لئے اپنے وعدے اور اپنے شہروں میں جا کر تمام احمدیوں سے لکھوائیں تاکہ تحریک جدید کا چندہ نہ صرف کروڑ بلکہ کروڑوں ہو جائے خدا تعالیٰ آپ کے مالوں میں برکت دے گا"۔

ہمارے محبوب امام نے 1959ء میں کروڑوں روپے کی توقع وابستہ فرمائی تھی اب جبکہ ہمیں ڈیڑھ سو سے زائد ممالک میں ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں تو ظاہر ہے اربوں کی ضرورت ہوگی۔ لہٰذا عہدیداران سے درخواست ہے کہ وہ ہر احمدی (بشمول مستورات و بچگان) سے معیاری وعدہ حاصل کرلیں۔

- حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے تحریک جدید کے سال نو کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا۔

"تقویٰ کی توفیق ڈھونڈتے رہو"

اپنے محبوب امام کی خدمت میں سال نو کے لئے اپنی مالی قربانیوں کا وعدہ پیش کرتے وقت تقویٰ مدنظر ہو گا تو یقیناً آپ کی قربانی معیاری اور خدا تعالیٰ کے حضور قابل قبول ہوگی۔

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملک عبدالباسط

کمپیوٹر کل آج اور کل

کہتے ہیں کہ انسان نے ہمیشہ سے اپنے حساب کے کچھ نہ کچھ قواعد مرتب کر رکھے تھے۔ اس کے پاس کوئی نہ کوئی ایسی چیزیں موجود تھیں جو حساب کتاب میں اس کی معاونت کرتی تھیں۔ یہ سلسلہ حساب کم از کم 5000 سال قبل مسیح سے زیادہ ہے۔ کیونکہ اس کے بعد یا اسی دور میں انسانی دماغ نے وہ فریم (Abacus) ایجاد کیا جسے آج بھی دنیا کا پہلا کمپیوٹر کہا جاتا ہے۔ اصل میں یہ ایک ایسا فریم ہے جس میں کھڑے رخ پر لوہے کی تاریں لگی ہوتی ہیں اور ان تاروں کے اندر مختلف رنگوں اور مختلف تعداد میں چھوٹے چھوٹے بال ہوتے ہیں۔ اور ان کو اوپر نیچے کرکے حساب کے سوال حل کئے جا سکتے ہیں۔ چونکہ لفظ کمپیوٹر بھی لاطینی لفظ Computare سے لیا گیا ہے جس کا مطلب ہے جمع کرنا۔ شائد اسی وجہ سے Abacus کو دنیا کا پہلا کمپیوٹر کہا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ماڈرن کمپیوٹر سے بہت مختلف ہے اس میں اور آج کے کمپیوٹر میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

کہتے ہیں کہ آج بھی چائنا میں Abacus استعمال ہوتا ہے اور اور اس کو جاننے والے عام کیلکولیٹر سے جلدی اس پر بڑی سے بڑی رقمیں جمع تفریق کر سکتے ہیں۔

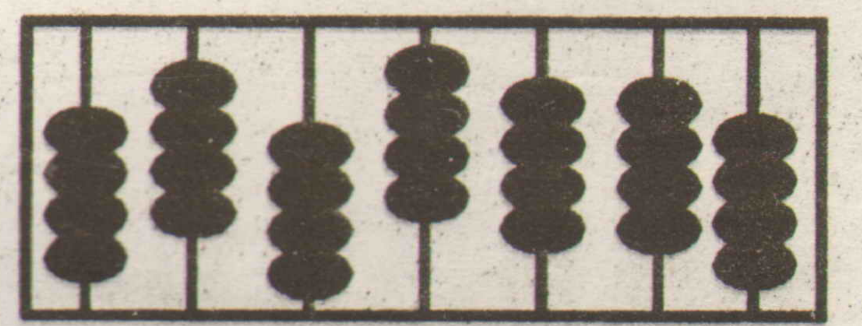

ABACUS

ویسے تو Abacus ہمارے ملک بھی استعمال ہوتا ہے لیکن صرف بچوں کا دل بہلانے کیلئے کیونکہ اس کا صحیح استعمال ہمارے ہاں تو شائد ہی کوئی جانتا ہو ہم تو صرف اس کو اس لئے خریدتے ہیں اس میں لگے مختلف رنگوں کے بال بچوں کی دلچسپی کا سامان بنتے ہیں اور بچے ان کو دیکھ کر یا ان کو اوپر نیچے کر کے خوش ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے ہم بھی ان خوش نصیب قوموں میں سے ہیں جو اپنے بچوں کو ابتدائی عمر میں کھیلنے کیلئے کمپیوٹر دیتے ہیں۔

اس کے برعکس آج کے ماڈرن کمپیوٹرز بہت مختلف ہیں۔ کیونکہ یہ Electronic Device ہیں۔ کمپیوٹر کا سب سے بڑا فائدہ اس کی برق رفتاری' Accuracy' Reliability اور Storage ہے۔ چونکہ کمپیوٹر Electronic Device ہے اس لئے اس کے کام کرنے کی رفتار مائیکرو سیکنڈ بلکہ نینو سیکنڈ میں ناپی جا سکتی ہے۔

آج دنیا کے ہر حصے میں کمپیوٹر زندگی کا لازمی حصہ بنتے جا رہے ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک حسب معمول اس فیلڈ میں بھی ہم سے آگے بلکہ بہت ہی آگے ہیں۔ ترقی پذیر ممالک جن جن شعبوں کو آج کمپیوٹراز کرنے کا سوچ رہے ہیں وہ ترقی یافتہ ممالک میں آج سے بیسیوں سال پہلے کمپیوٹرائزڈ ہو چکے ہیں۔

ان تمام باتوں کے باوجود آنے والے وقتوں میں ہمارے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں بھی کمپیوٹر کا دخل بہت زیادہ ہو جائے گا۔ کیونکہ آج کی ترقی پذیر دنیا اس بات کو realize کر چکی ہے کہ ہم نے اس مشین سے بہت کام کرنے ہیں۔

ہماری زندگی میں کمپیوٹر کا اتنا عمل دخل ہونے کے باوجود آج بھی اکثریت کے ذہنوں میں کمپیوٹر کا بنیادی Concept کلیئر نہیں ہے۔ بعض لوگ آج بھی اسے ایک دیو ہیکل مشین سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے خیال میں یہ اکیلی مشین اتنے زیادہ کام کرتی ہے اور بہت کم وقت میں کرتی ہے اس لئے یہ کوئی بہت بڑی جمبو سائز کی مشین ہو گی۔ لیکن جب وہ ایک عام پرسنل کمپیوٹر دیکھتے ہیں تو بہت حیران ہوتے ہیں کہ چھوٹا سا سسٹم اتنے زیادہ کام کرتا ہے۔ تو جب انہیں یہ بتایا جاتا ہے کہ اب تو Lab Top یعنی بریف کیس سے بھی چھوٹے سائز کے کمپیوٹر دستیاب ہیں تو وہ بہت حیران ہوتے ہیں۔

ہمارے ہاں بلکہ دنیا میں زیادہ تر استعمال ہونے والے کمپیوٹرز PC کہلاتے ہیں۔ یہ Multi Purpose ہیں اور ان سے مختلف کام لئے جا سکتے ہیں۔ ہمارے ملک میں آج کل سب سے زیادہ استعمال ہونے والا کمپیوٹر Pentium ہے۔ یہ مختلف Speed اور Powers میں دستیاب ہے۔ گو کہ اس کے بعد MMX ٹیکنالوجی بھی مارکیٹ میں آ چکی ہے لیکن PENTIUM کی مانگ ابھی تک جاری ہے۔ چونکہ ہم زیادہ تر Un-Branded کمپیوٹرز استعمال کرتے ہیں اس لئے انہیں وقت کے ساتھ Upgrade بھی کیا جا سکتا ہے۔ یعنی اگر ہمارے پاس 386 یا 486 کا کوئی بھی سسٹم ہے تو ہم اسے آسانی سے PENTIUM میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے صرف ہمیں اس کا MOTHER BOARD تبدیل کرنے پڑے گا اور ہمارا سسٹم upgrade ہو جائے گا۔ Un branded سسٹم کا سستے ہونے کے علاوہ واحد فائدہ صرف یہی ہے کہ ہم اپنے پورے سسٹم میں لگے ہوئے پارٹس کو کسی بھی وقت تبدیل یا upgrade کر سکتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر ہمارے پاس branded کمپیوٹر ہے تو اس کو ہم Upgrade نہیں کر سکتے اس کے لئے ہمیں سارا سسٹم نیا لینا ہو گا۔

پینٹیئم اور سابقہ سسٹم میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ پینٹیئم میں بیرونی طور پر ہمیں VGA کارڈ' IO کارڈ اور Sound کارڈ نہیں لگانے پڑتے۔ یہ تمام کارڈز اس میں Built in ہوتے ہیں۔ اور دنیا میں نئے نئے آنے والے تمام Softwares اس سسٹم پر باسانی چل جاتے ہیں۔

اسی طرح اگر آپ اپنے کمپیوٹر میں CD-ROM لگوا لیتے ہیں تو اس سے نہ صرف آپ دنیا بھر کے مختلف Softwares اپنے کمپیوٹر میں کاپی کروا سکتے ہیں بلکہ مختلف طرح کے میوزک سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں اور CD's پر آنے والی Movies بھی دیکھ سکتے ہیں۔ اور اگر آپ کے پاس CD-DRIVE ہو تو VCR یا ٹیلی ویژن سے CD پر خود ریکارڈنگ بھی کر سکتے ہیں۔ یا CD سے ویڈیو فلم میں ریکارڈنگ کر سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ سیٹلائٹ کارڈ لگا کر آپ اپنے کمپیوٹر کو سیٹلائٹ ریسیور کے طور پر بھی استعمال کر سکتے ہیں اور اپنے Monitor کو T.V کے طور پر۔ اس کے لئے ہمیں T.V کارڈ کمپیوٹر میں لگانا پڑے گا۔

آج دنیا میں استعمال ہونے والے کمپیوٹر پروگرامز' DATA یا گرافکس صرف ایک جگہ پر محدود نہیں۔ یہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے کمپیوٹر users اپنے اپنے کمپیوٹرز پر بیٹھ کر ایک دوسرے سے Share کر سکتے ہیں اور ایک دوسرے کی developments سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ یہ سب کرامات آج کے سب سے زیادہ طاقتور اور تیز رفتار Communication System یعنی INTERNET کی بدولت ممکن ہے۔ اس سسٹم کی مدد سے ہم نہ صرف ایک دوسرے کو data بھیج سکتے ہیں بلکہ گرافکس اور گیمز بھی ایک دوسرے سے لے اور دے سکتے ہیں۔ ایک دوسرے سے بات کر سکتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کو دیکھ بھی سکتے ہیں۔ اور یہ سب کام انتہائی کم وقت اور صرف ایک لوکل کال کے اخراجات پر ہو سکتا ہے۔ ہم Internet پر موجود کسی بھی Web Site پر Log in ہو کر اپنی مرضی کا Data گرافکس یا وہاں پر موجود کوئی بھی معلومات اپنے کمپیوٹر کی Memory میں Download کروا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ دنیا بھر کی خبریں بڑے بڑے ٹیلی ویژن سٹیشنوں کے News Rooms سے براہ راست اپنے کمپیوٹر پر دیکھ سکتے ہیں اور اگر چاہیں تو ان کا پرنٹ بھی لے سکتے ہیں۔

ان سب باتوں کی وجہ سے انٹرنیٹ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ

INTERNET

The World on your Table.

انٹرنیٹ کے علاوہ بھی ہم لوکل ایریا نیٹ ورک کر سکتے ہیں۔ یعنی کسی بڑے ادارے میں مختلف کمروں میں رکھے ہوئے کمپیوٹر ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہو سکتے ہیں۔ اس طرح ایک کمپیوٹر Server کے طور پر استعمال ہو گا جس کے Storage میں سارے Softwares ہوں گے اور باقی تمام Terminals کے طور پر استعمال ہوں گے جن میں کوئی Software نہیں ہو گا اور نہ ہی کوئی Storage ہو گا۔ Server میں موجود تمام Softwares کسی بھی Terminal سے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

اس طرح مختلف کمپیوٹرز کو ایک دوسرے سے منسلک کرنے کے لئے جو Software استعمال کیا جاتا ہے وہ LAN (Local Area Network) کہلاتا ہے۔ تمام Terminals تار کے ذریعے Server کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں۔ اس عمل کیلئے تمام Terminals میں LAN Card لگایا جاتا ہے۔

پچھلے کچھ سالوں سے ہمارے ملک میں اس بات کا رجحان بہت بڑھ گیا ہے کہ ہمارے نوجوان اپنے فرصت کے اوقات میں کوئی نہ کوئی شارٹ کمپیوٹر کورسز کر رہے ہوتے ہیں۔ ان میں زیادہ تر میٹرک کے امتحانات کے بعد یہ کورسز کرتے ہیں کیونکہ زیادہ تر کمپیوٹر کالجز ان ہی دنوں میں یہ شارٹ کورسز متعارف کرواتے ہیں۔ اور اس کی خوب پبلسٹی کی جاتی ہے۔ گو کہ یہ شارٹ کورسز صرف ان کے ذاتی علم میں اضافہ کا باعث بنتا ہے لیکن پھر بھی یہ ایک بہت مثبت رجحان ہے۔ کیونکہ اس سے نہ صرف کمپیوٹر کی بنیادی معلومات بلکہ اس کا Structure بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ اور طالب علموں کے لئے یہ بہت مفید ہے کہ وہ جب یہ مختصر کورسز کرنے کے بعد دوبارہ اپنی اصل پڑھائی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ان کے ذہن میں ایک نیا مضمون بھی اپنی جگہ بنا چکا ہوتا ہے۔ اور آنے والی کلاسز میں وہ ایک نئے روپ میں داخل ہوتے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جب وہ یہ شارٹ کورس کر رہے ہوتے ہیں تو انہیں بنیادی طور پر یہ بھی پتہ چل جاتا ہے کہ کمپیوٹر میں کون کون سے فیلڈز ہیں اور ان کے لئے آنے والے وقتوں میں کون سی فیلڈ موزون رہے گی۔ یعنی گریجوایشن یا ماسٹرز کرنے کے بعد جب وہ پریکٹیکل لائف میں داخل ہوتے ہیں تو یہ شارٹ کورسز جو انہوں نے صرف اپنے وقت کو مثبت انداز میں گزارنے کے لئے کئے تھے ضرور کچھ نہ کچھ مدد کرتے ہیں۔

لیکن جو لوگ باقاعدہ طور پر اس فیلڈ میں آنا چاہتے ہیں وہ ان شارٹ کورسز سے مکمل طور پر پرہیز کریں۔ اور کسی اچھے recognized کالج یا یونیورسٹی سے ڈپلومہ یا ڈگری لیں۔ کیونکہ اگر آپ کسی Unregistered ادارے سے شارٹ کورسز کر لیتے ہیں' ایک یا دو سرٹیفکیٹ لے لیتے ہیں تو ان کا صرف آپ کو یہ فائدہ ہے کہ آپ کے پاس کچھ کمپیوٹر نالج ہے لیکن وہ سرٹیفکیٹ عملی طور پر آپ کو کوئی اچھی نوکری نہیں دلوا سکتے۔

ہمارے ملک میں زیادہ تر کالجز یا یونیورسٹیز مندرجہ ذیل ڈپلومہ کورسز آفر کر رہے ہیں۔

DCA (Diploma in Computer Application)

اس میں LOTUS, FOXPRO DOS, LAN, WORD, وغیرہ پڑھائے جاتے ہیں۔

DWA (Diploma in Windows Application)

اس میں EXCEL, WINWORD

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شجاعت کیا ہے

اخلاق ایک عظیم اور امتیازی قوت ہے۔ اپنے انہی عادات و اطوار کی وجہ سے انسان کو حیوان سے ممتاز کیا جاتا۔ شیر جسے جنگل کا بادشاہ کہا جاتا ہے وہ اپنی بے پناہ جسمانی قوت کی وجہ سے مخلوق کو ہراساں تو کر سکتا ہے۔ مگر اپنی اس تمام تر قوت کو حکمت و عدالت کے تابع لا کر کسی مظلوم کی مدد نہیں کر سکتا۔ وہ تو اپنے زور اور قوت سے مدمقابل کو صرف زیر کر سکتا ہے۔ جبکہ دین کے بانی اور ہادی اعظمؐ نے فرمایا ہے پہلوان اور بہادر وہ نہیں ' جو کسی کو پچھاڑ لیتا ہے ' بلکہ پہلوان اور بہادر تو حقیقت میں وہ ہے جو اپنی تمام تر طاقت کے باوجود اپنے غصے پر قابو پا لیتا ہے۔ اس لئے انسان اپنی قوت و شجاعت کو عدالت اور حکمت کے تابع رکھتا ہے ' جبکہ حیوان اس جوہر سے محروم ہے۔

فلسفہ اخلاق کے علماء میں علامہ محمد طوسی ایک مشہور و معتبر ہستی گزری ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب اخلاق ناصری میں شجاعت کی تعریف کرتے ہوئے تحریر کیا ہے۔

"سعادت حاصل کرنے کے لئے چار فضائل کی ضرورت ہے اور وہ ہیں۔ عدالت ' شجاعت ' حکمت اور عفت"

صداقت کے بعد عدالت کا نمبر ہے اور ان دونوں خلقوں سے مزین ہو کر جب کوئی انسان اپنی قوت کو استعمال میں لاتا ہے تو اس کے اس عمل کو شجاعت کہا جاتا ہے۔ علامہ محمد طوسی اس سلسلے میں یوں رقمطراز ہیں۔

"بعض لوگوں سے شجاعت سے مشابہ کوئی کام صادر ہوتا ہے ' حالانکہ ان میں شجاعت موجود نہیں ہوتی۔ مثلاً وہ لوگ ' جو جنگوں ' سواریوں ' سختیوں ' خوف اور خطرات کی طرف اقدام کرتے ہیں ' مال ' ملک یا ایسی چیز کی طلب میں ' جو ان کی مرغوب اشیاء میں سے ہو اور اس کا محدود کرنا ممکن نہ ہو۔ اس لئے کہ ان کے اس اقدام کا سبب حرص ہوتی ہے ' طبعی فضیلت نہیں ہوتی ' جبکہ شجاعت نام ہے طبعی فضیلت کا۔ ان ہولناکیوں میں انسان کا صبر و قرار شجاعت نہیں ' بلکہ حرص و آز کہلاتا ہے۔"

پس شجاعت اس عمل کا نام ہے کہ برے اور قبیح فعل کے ارتکاب سے وہ خوف کھائے اور ایسی زندگی کے منقطع ہونے سے بالکل نہ گھبرائے۔ جو اسے فعل قبیح کی طرف لے جاتی ہو وہ کسی اچھے طریقے سے جان دینے کو ترجیح دے۔ اسی لئے شجاعت کو صداقت اور عدالت کے تابع رکھا گیا۔ کوئی صادق اور عادل انسان فعل قبیح کو پسند نہیں کرتا۔ پس مرد شجاع بھی ایسے ہی عمل کے لئے میدان میں اترتا ہے ' جبکہ اس کا طبعی جذبہ صداقت اور عدالت کے تابع ہوتا ہے۔ شجاع ایک نادر الوجود انسان ہوتا ہے۔ پس صبر و تحمل اور ان چیزوں کو آسان سمجھنا جنہیں عوام مشکل سمجھتے ہیں ' کسی خوف یا لالچ سے نہیں ہوتا۔ جب وہ غصے میں ہوتا ہے ' تو اس کا غصہ اس شخص پر ' جو سزا کا حقدار ہو مقدار واجب کے مطابق ہوتا ہے اور جب وہ بدلہ لیتا ہے تو اسی شرط کے ساتھ آگے قدم ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ تم اپنے مدمقابل کو اتنی ہی تکلیف دو ' جتنی کہ اس نے تمہیں دی ہے۔ اگر معاف کر دو ' تو بہتر ہے۔" فتح مکہ اس کی روشن مثال ہے۔

"مجموعہ نظم حالی" میں ایک نظم ہے۔ جس کا عنوان ہے "جوانمردی" مولانا میں یہ خوبی ہے کہ ان کی ہر نظم کوئی نہ کوئی اخلاقی سبق اپنے اندر رکھتی ہے۔ اس نظم میں بھی مولانا نے ایک دولت مند کے تین بیٹوں سے متعلق ایک واقعے کو بیان کیا ہے۔ باپ کا جب وقت رحلت آیا ' تو اس نے تینوں بیٹوں کو بلا کر ان کا احوال پوچھا اور انہیں تلقین کی کہ وہ ایک دوسرے کا احترام کریں اور وہ تینوں باہم اتفاق سے رہیں اسی میں ان کی بھلائی ہے۔ باپ نے تینوں سے فرداً فرداً ان کی زندگی کے کسی نمایاں کام کے متعلق پوچھا۔ بڑے بیٹے نے کہا کہ ایک دن کوئی شخص اس کے پاس زر کثیر چھوڑ گیا۔ اس کی نہ کوئی تحریر تھی اور نہ گواہ۔ جب وہ واپس آیا تو میں نے جوں کا توں اسے لوٹا دیا۔ باپ نے کہا بیٹا شکر ہے کہ تم خیانت سے بچ گئے۔ درمیانے بیٹے نے بیان کیا کہ ایک چھوٹا بچہ دریا میں گر گیا۔ اس وقت کوئی مددگار پاس نہیں تھا۔ ماں کنارے پر حیران پریشان بیٹھی گریاں تھی۔ میں نے انجام سے بے خبر ہو کر دریا میں چھلانگ لگا دی اور اس بچے کو بہ سلامت نکال لایا۔ ماں نے خوش ہو کر دعائیں دیں۔ باپ نے کہا بیٹا مرد ایسا ہی کام کرتے ہیں۔ اگر تم کھڑے تماشا دیکھتے رہتے تو تم کو مرد کون کہتا؟ اب تیسرے اور سب چھوٹے بیٹے کی باری تھی۔ اس نے اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا۔ میں نے ایک رات یونہی گھومنے پھرنے کے لئے ایک پہاڑی کا رخ کیا۔ اچانک بادل چھا گئے اور بجلی کوندنے لگی۔ چلتے چلتے میں ایک غار کے منہ پر جا پہنچا۔ وہاں پر دیکھا کہ غار کے عین دہانے پر کوئی تھکا ماندہ مسافر گہری نیند سویا ہے۔ اگر وہ ایک کروٹ بدلتا ہے ' تو گہرے غار کی تہ میں پہنچ کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اتنے میں بجلی پھر چمکی میں نے اسے غور سے دیکھا ' تو وہ شخص میرا شناسا تھا مگر میرے خون کا پیاسا بھی تھا۔ میں اگر چاہتا تو عداوت کی وجہ سے اسے غار میں دھکیل کر آسانی سے اس کا کام تمام کر سکتا تھا۔ مگر میں نے اسے بزدلی جانا اور اپنے منہ کو ڈھانک کر بہادری سے آگے بڑھا اور اسے موت کے منہ سے نکال لایا۔ باپ نے خوش ہو کر کہا۔ بیٹا! بہادر اور دلیر ہی یہ کام کرتے ہیں۔ اس نظم کے چند شعر یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

مرد نکلا وہ شناسا میرا
تھا مگر خون کا پیاسا میرا
واں عداوت پہ گر آؤں اپنی
اور اصالت پہ نہ جاؤں اپنی
مارنا اس کا نہ تھا کچھ دشوار
اک اشارے میں وہ تھا لقمۂ غار
مرتے کو مارنا بے دردی ہے
ہے بہت دور جواں مردی سے
وہاں سے جا اس کو اٹھا لایا میں
موت کی زد سے بچا لایا میں
منہ کو دامن سے مگر ڈھانک لیا
اس کو شرمندۂ احساں نہ کیا

000

خدام کی توجہ کیلئے

ماہ دسمبر میں مطالعہ کتب کے سلسلہ میں خدام کے لئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتاب "سرمہ چشم آریہ" مقرر ہے۔ خدام کثرت سے اس کا مطالعہ کریں اور قائدین کے ذریعہ مرکز کو رپورٹ سے مطلع فرمائیں۔

مرتب۔ میاں عبدالمجید

معلوماتِ عامہ

اہرام مصر Pyramids یہ مینار ایک مربع بنیاد پر بلند اور نوکیلے مینار ہیں۔ ان میناروں میں سے تین بہت مشہور ہیں۔ اور ایک وہ ہے جو دنیا کے ہفت عجائبات میں شمار ہوتا ہے۔ یہ سب کے سب مینار قدیم مصری شہر ممفس کے قریب ہی صحرائی چٹانوں میں واقع ہیں۔ سب سے بڑا مینار بھی باقیوں کی طرح ایک چٹانی مربع چبوترے پر تعمیر کیا گیا ہے۔ جس پر باہر کی طرف سیڑھیاں کھدی ہوئی ہیں جو بتدریج چھوٹی ہوتی چلی گئی ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ بیشمار چبوترے ایک دوسرے پر اوپر نیچے بنے ہوئے ہیں اور ہر اوپر کا چبوترا نچلے سے بتدریج چھوٹا ہوتا چلا گیا ہے۔ اور اس طرح سے چاروں طرف سیڑھیوں کا ایک سلسلہ قائم ہو گیا ہے ان پتھروں پر مصور تحریریں کندہ ہیں۔ مینار کی عین بالائی چوٹی جو ایک تیز نوک معلوم ہوتی ہے۔ دراصل نوک نہیں بلکہ ایک وسیع چبوترا ہے۔ جس کا ہر ضلع 18 فٹ لمبا ہے اور جو بارہ جید پتھروں سے تعمیر کیا گیا ہے۔ خود مینار کا ہر بنیادی ضلع 800 فٹ لمبا ہے اور اونچائی بھی تقریباً اسی قدر ہے لیکن بنیادی چبوترے کا ہر ضلع 620 فٹ ہے۔ اس کی تعمیر کے وقت ایک لاکھ آدمی اس پر کام کرتے تھے اور یہ ہر تین ماہ کے بعد تبدیل کر دیئے جاتے تھے۔ پورے دس سال صرف عرب اور حبش میں پتھر کھودنے اور ان کو مصرف میں لانے میں صرف ہو گئے۔ بیس سال خالص تعمیر میں صرف ہوئے۔ مینار کے اندر بے شمار ہال اور کمرے تھے۔ جو رقم مزدوروں کے لئے محض لہسن اور پیاز مہیا کرنے میں صرف ہوتی تھی اس کا اندازہ لاکھوں میں کیا جاتا ہے۔ یہ مینار اگرچہ بادشاہوں کے مقبرے تھے جو وہ اپنی زندگی میں تعمیر کراتے تھے ' تاہم اس سے اس وقت کے مصری فن تعمیر کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ فن تعمیر کا اعلیٰ نمونہ ہونے کے علاوہ یہ مینار اہل مصر کی ہیئت دانی کی بہترین مثال ہیں۔ مینار کے چار کونوں میں سے ایک قطب شمالی کی طرف ہے تو دوسرا قطب جنوبی کی طرف۔ تیسرا عین مشرق کی طرف اور چوتھا اس کے عین مخالف مغرب کی طرف۔ ان کو تعمیر ہوئے 4000 سال گزر چکے ہیں۔ اور ان کی حالت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اس سے یہ امر بھی پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ خود زمین کے محل وقوع میں کسی طرح کا کوئی فرق نہیں ہوا۔

انیس مشہور شاعر۔ میر ببر علی نام ' انیس تخلص میر خلیق کے بیٹے تھے۔ 1800ء میں فیض آباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مولوی حیدر علی اور مفتی میر عباس سے حاصل کی۔ فن شعر میں اپنے باپ کے شاگرد تھے کچھ عرصہ کے بعد ان کا خاندان لکھنؤ چلا آیا۔ میر انیس بڑے وضعدار اور خوددار شخص تھے اور اپنی خاندانی فضیلت پر ہمیشہ فخر کیا کرتے تھے۔ ان میں قناعت اور استغنا بے حد تھا۔

میر صاحب طبعی شاعر تھے۔ انہوں نے اپنے والد کی فہمائش پر مرثیہ گوئی اختیار کی اور اس فن کو کمال پر پہنچا دیا۔ آپ اقلیم مرثیہ گوئی کے شہنشاہ تھے انہوں نے ہزارہا مرثیے۔ سلام قطعات اور رباعیات لکھی ہیں۔ بحیثیت مرثیہ گو ان کی جگہ صف اول میں ہے اور اس ضمن میں تمام شعراء میں بہترین اور کامل ترین سمجھے جاتے ہیں۔ ان کا مرثیہ پڑھنے کا انداز بھی بے مثال تھا۔ مرثیے کے ذریعے انہوں نے اردو کی بڑی خدمت کی ہے۔ حقیقت میں انہوں نے زبان کو مانجھ ڈالا۔ صحت محاورہ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ان کی زبان لکھنؤ اور دہلی کی ٹکسال میں مستند مانی جاتی ہے۔ انہوں نے اردو زبان میں رزمیہ نظم کی کمی کو پورا کیا۔ اسی طرح مناظر قدرت اور انسانی جذبات بھی نہایت صحت اور عمدگی کے ساتھ نظم کئے میر انیس نے 1874ء میں وفات پائی۔ (ماخوذ از اردو انسائیکلوپیڈیا)

000

بقیہ صفحہ 3

بسکٹ ہی میری خوراک تھی۔ ہم پاکستان میں hot (مصالحہ دار) کھانا کھانے کے عادی ہیں۔ ہمارے مقابلہ میں امریکنز کا کھانا بک بکا سا ہوتا تھا۔ اگر کوئی امریکن بھائی یا بہن مہمان نوازی

خلافت لائبریری ربوہ

کے جذبہ کا مظاہرہ کر بھی دیتی تو اس کا کھانا ہمارے مزاج کے خلاف پڑتا۔ کھانا مرضی کے مطابق نہ ملنے سے طبعاً طبیعت پر اثر پڑنا شروع ہوا۔ (یہ کیفیت تو تب بدلی جب ایک قریبی شہر سے تعلق رکھنے والے ہمارے ایک پرانے شاگرد ڈاکٹر ارشد صاحب اور ان کے بھائی۔ اکرم صاحب کو معلوم ہوا کہ میں بطور مربی یہاں آیا ہوا ہوں۔ اور انہوں نے رابطہ قائم کر کے پاکستانی کھانا کھلوانے کا اہتمام کیا۔ وہ ہر جمعہ تشریف لاتے تو گھر سے ایک ہفتہ تک چلنے والا سالن بنوا لاتے اور ہماری عید ہو جاتی۔ پہلے پہلے تو کھانا ایک مسئلہ ہی بنا رہا۔ جس کا اثر میری صحت پر پڑا اور میں کمزور ہو گیا اور بیمار پڑ گیا۔ اور مجھے ہسپتال جانا پڑا۔ وہاں میری دیکھ بھال تو خوب ہوتی لیکن طبیعت نہ سنبھلتی۔ اور تشخیص نہ ہونے کے باعث میری صحت روز بروز گرتی جاتی۔ خوراک حسب منشا نہ ملنے کی وجہ سے کمزوری تو ہونی ہی ہونی تھی۔ ایک روز ڈاکٹرز کے بورڈ نے مجھے لاعلاج (سمجھ کر) مجھے پریشان کر دیا ہے وہ آپس میں کاناپھوسی کے رنگ میں کہہ رہے تھے کہ یہ مریض جمعہ تک نہیں بچے گا۔ مجھے ان کا یہ فیصلہ سن کر بہت گھبراہٹ ہوئی اور میں نے رات کو تضرع اور زاری سے اپنے رب کے حضور دعا کی۔ اس حوالہ سے کہ رب کریم تو جانتا ہے کہ میری بیوی بچوں نے بڑی خوشی سے مجھے دین کی خدمت کے لئے بھجوایا تھا۔ تو ہی زندگی دیتا ہے اور تو ہی موت۔ کسی انسان کو موت سے مفر نہیں۔ تو جب چاہے بلا لے۔ لیکن اگر میری موت دیار اغیار میں ہوئی۔ تو اس سے میرے گھر والوں کو بہت تکلیف ہو گی۔ تو اگر میری موت کو موخر کر دے۔ تو میرے عزیزوں پر خاص فضل ہو گا۔ میری یہ دعا دل کی گہرائیوں سے نکلی۔ میں اپنے رب کے حضور روتا رہا۔ اور اس کے فضل و رحم کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ حتیٰ کہ میں نے محسوس کیا کہ میری دعا قبول ہو گئی۔ اور میں اس کیفیت سے مطمئن ہو گیا۔ طبیعت میں کسی قسم کا اضطراب نہ رہا۔ اور صبح تک مجھے کسی قسم کی تشویش یا پریشانی نہ رہی۔ صبح ڈاکٹرز آئے۔ تو مجھے دیکھ کر حیران ہو گئے کہ میں ہشاش بشاش ہوں اور غیر متوقع طور پر زندہ مجھے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بتلا دیا تھا۔ کہ میں اللہ نے چاہا تو زندہ رہوں گا کہ اسی دنیا میں اپنے گھر والوں کو ملوں گا۔ اس کے مطابق میں نے ڈاکٹروں کے بورڈ سے کہا کہ آپ مجھے ہسپتال سے فارغ کر دیں۔ اور میری جماعت والوں سے فون کر کے کہہ دیں کہ وہ مجھے یہاں سے لے جائیں۔ میں خدا کے فضل سے بالکل تندرست ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ آئے۔ اس سے اگلے روز جماعت امریکہ کا سالانہ جلسہ تھا۔ شکاگو میں۔ میں وہاں پہنچ گیا اور مجھے وہاں موجود پا کر جماعت جو میری زندگی سے مایوس ہو چکی تھی۔ بے حد خوش ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے میری عاجزانہ دعا کو میرے امریکہ کے دس سالہ قیام میں اس طرح قبول بخشے رکھا کہ بیماری کے اس حملہ کے بعد مجھے اس دوران کبھی کسی قابل تشویش عارضہ سے ہمکنار نہ ہونے دیا۔ سب تعریف اسی کے لئے ہے۔

اعلان

○ ربوہ میں کاروبار کرنے کیلئے خواہش مند احباب کیلئے محلہ دارالرحمت غربی سبزی مارکیٹ میں چند دکانات نہایت سستے داموں کرایہ پر دستیاب ہیں۔ احباب استفادہ فرمائیں (ناظم جائیداد)

بقیہ صفحہ 1

تو اس کو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ انسان ہے۔ خدا نہیں۔ جو لوگ بے صبری سے کام لیتے ہیں وہ ہمیشہ ذلیل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ اور آپ لوگوں کی کمزوریوں کو دور کرے اور آپ کو سچی معرفت سچا تقویٰ اور سچا اخلاص عنایت کرے۔ تاکہ آپ خدا کے نور سے حصہ پائیں جس کو وہ دنیا میں پھیلا رہا ہے"۔

(از خطبہ 7 فروری 1919ء)

○○○

بقیہ صفحہ 5

LAN, WINDOWS, FOXPRO, Computer Arcitecture DOS, وغیرہ پڑھائے جاتے ہیں۔

DCP (Diploma in Computer Programming)

اس میں TURBO-C, ASSEMBLY BASIC, PASCAL, وغیرہ پڑھائے جاتے ہیں۔

DCG (Diploma in Computer Graphics)

اس میں Core Photopaint Auto Cad, Photo Shop, CorelDraw وغیرہ پڑھائے جاتے ہیں۔

اصل میں یہ تمام کورسز ایک سال مدت کے ہیں لیکن جب انہیں شارٹ کورس میں کروایا جاتا ہے تو صرف 4 یا 5 ماہ میں انہیں مکمل کر لیا جاتا ہے۔ کہنے کو تو یہ کسی نہ کسی رنگ میں مکمل ہو جاتے ہیں لیکن پوری طرح سٹوڈنٹ کی ان مضامین پر گرفت نہیں ہوتی ان سب مضامین کا صرف تعارف ہی ہوتا ہے کیونکہ اتنے کم وقت میں یہ کورسز مکمل طور پر سمجھنے عملی طور پر ناممکن ہیں۔

اگر مندرجہ بالا ڈپلومہ جات میں سے کوئی بھی آپ کرنا چاہیں تو اس بات کا خیال رہے کہ یہ کم از کم ایک سال مدت کے ہوں اور جس ادارے سے آپ کرنا چاہیں وہ recognized ہو۔

ہمارے سٹوڈنٹس کو اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے کہ آنے والے وقتوں میں ہم نے اس ٹیکنالوجی سے بہت کام لینے ہیں۔ اس فیلڈ میں ہم نے صرف تعارف حاصل نہیں کرنا بلکہ مکمل طور پر کمال حاصل کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دینی و دنیاوی علوم سے فیض یاب کرے اور ہمارا علم ہمیشہ انسانیت کی خدمت اور اشاعت دین حق کے لئے ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب طالب علموں کی طلب علم بڑھائے اور اسے اپنے خاص فضل اور رحمت سے پورا فرمائے۔

☆○☆○☆○☆

اطلاعات و اعلانات

اعلان نکاح

○ مکرم عبدالحمید جنجوعہ صاحب ابن مکرم چوہدری عبدالرحیم صاحب ملتان کا نکاح ہمراہ عزیزہ شمائلہ خان بنت مکرم عبدالرؤف خان صاحب ملتان مبلغ دو لاکھ روپے حق مہر پر مورخہ 97-3-21 بیت السلام ملتان میں محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ نے پڑھا۔ دلہا محترم چوہدری عبدالرحمان صاحب سابق امیر جماعت ملتان کا پوتا اور دلہن محترم مولانا برکت اللہ صاحب مربی سلسلہ (وفات یافتہ) کی نواسی ہے۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ یہ نکاح ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین۔

ولادت

○ مکرم محمد امجد صاحب آف وحدت روڈ لاہور کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل 97-11-1 کو بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود مکرم محمد حلیم صاحب سیکرٹری اصلاح و ارشاد گھنوکے ججہ سیالکوٹ کا پوتا حکیم محمد رشید صاحب (وفات یافتہ) رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا پڑپوتا اور مکرم سید مظہر احمد شاہ صاحب (وفات یافتہ) آف وحدت روڈ لاہور کا نواسہ ہے۔ نومولود کی درازی عمر اور خادم دین ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کفالت یتامیٰ

اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کو جذب کرنے کا ایک یقینی ذریعہ

ا۔ جنوری 1991ء میں ہمارے پیارے آقا نے جوبلی منصوبہ کے تحت کفالت یتامیٰ کی ایک نہایت مبارک تحریک جاری فرمائی جس میں مخلصین نے نہایت بشاشت کے ساتھ حصہ لیا اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے 258 گھرانوں کے 923 مستحق یتامیٰ کی بطریق احسن کفالت کی جارہی ہے۔

اس مبارک تحریک میں کوئی بھی دوست حسب حیثیت رقم مقرر کر کے کسی بھی وقت شامل ہو سکتے ہیں۔

اس وقت مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضروریات کے لحاظ سے چار صد روپے سے ایک ہزار روپے تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ اپنی خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ مقرر کرنا چاہیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کر دیں اور اپنی رقوم "امانت کفالت یکصد یتامیٰ" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کرانا شروع کر دیں۔

یاد رہے کہ یتامیٰ کی کفالت کرنے والوں کے لئے بروز قیامت عظیم الشان شفاعت کی خوش خبری دی گئی ہے۔

اب جبکہ اس مبارک تحریک میں آغاز سے حصہ لینے والے مخلصین کے اسماء گرامی مستقل طور پر محفوظ کئے جارہے ہیں سب احباب جماعت کے لئے یہ ایک اچھا موقع ہے کہ۔

(ا) اگر وہ اس مبارک تحریک کی ابتداء سے حصہ نہیں لے سکے تھے اور بعد میں کسی وقت اس کی طرف توجہ یا توفیق ہوئی تو ایسے احباب کے لئے اب بھی گنجائش موجود ہے کہ وہ تحریک کے آغاز جنوری 1991ء سے قربانی کرنے والوں میں شامل ہو سکتے ہیں اور جتنا عرصہ جنوری 1991ء سے بنے اس کی ادائیگی یکمشت کر سکتے ہیں تاکہ اس تحریک کے آغاز سے قربانی کرنے والوں کے گروہ میں شامل ہو سکیں۔

(ب) جو دوست ابھی تک اس تحریک میں شمولیت کی سعادت نہیں پا سکے ان سے اولاً گزارش ہے کہ اس نیک اور بابرکت تحریک میں اپنی حیثیت کے مطابق شرکت فرماویں۔ نیز یہ کہ ایسے نئے شامل ہونے والے احباب کے لئے بھی جنوری 1991ء سے اپنی قربانی کا آغاز کرنے کی گنجائش موجود ہے تاکہ وہ بھی ابتداء سے ہی اجر کے مستحق ٹھہریں۔

ج۔ نیز احباب کی آگاہی کے لئے یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت صاحب نے ایسے احباب کو بھی ادائیگی کی اجازت عطا فرمائی ہے جو گاہے گاہے کوئی رقم مقرر کئے بغیر کچھ نہ کچھ اس مد "کفالت یکصد یتامیٰ" میں مقامی انتظام جماعت کے ذریعہ حسب منشاء جمع کرانا چاہتے ہیں۔

مستحق یتامیٰ یا ان کے ورثا توجہ فرماویں

حضرت صاحب کے ارشاد کے ماتحت امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" سے ایسے مستحق یتامیٰ کو وظائف دینے کا انتظام ہے جو اپنی پرورش، تعلیم، اور مستقبل کی اٹھان کے لئے سلسلہ کی طرف سے مدد لینے کے خواہاں ہوں ایسے بچوں کی والدہ یا ورثاء یتامیٰ کمیٹی کو اطلاع دیں تا ان کے لئے وظائف کا انتظام کیا جا سکے۔

امراء اضلاع و مربیان کرام کی خدمت میں بھی گذارش ہے کہ جماعت میں سے ایسے گھرانوں کی نشان دہی کر کے یتامیٰ کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں تا ان کی مدد کا مستقل انتظام کیا جا سکے۔

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 20- دسمبر-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 8 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 11 درجے سنٹی گریڈ

○ لاہور ہائی کورٹ نے ایک عبوری حکم کے ذریعے مسلم لیگ اور اتحادی جماعتوں کے امیدوار جسٹس (ر) رفیق احمد تارڑ کو صدارتی انتخاب لڑنے کی اجازت دے دی ہے اور قائمقام چیف الیکشن کمشنر مسٹر جسٹس مختار جونیجو کا فیصلہ معطل کر دیا ہے۔ عدالت عالیہ کے جج مسٹر جسٹس ملک قیوم نے رٹ کی سماعت کے لئے چیف جسٹس سے بڑا بنچ بنانے کی درخواست کرتے ہوئے یہ رٹ چیف جسٹس کو بھیج دی ہے۔ عدالت عالیہ نے قائم مقام چیف الیکشن کمشنر کو بھی طلب کر لیا ہے۔ جسٹس (ر) رفیق تارڑ کے وکیل اعجاز بٹالوی نے دلائل دیتے ہوئے کہا کہ قائم مقام چیف الیکشن کمشنر نے اخباری بیانات کو بنیاد بنا کر درخواست دہندہ کے کاغذات نامزدگی مسترد کئے ہیں۔ پندرہ روزہ جریدہ کو یہ انٹرویو رفیق تارڑ نے سینیٹر منتخب ہونے سے پہلے دیا تھا۔ عدلیہ کی تضحیک کا معاملہ قائم مقام چیف الیکشن کمشنر کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا۔ ان کا فیصلہ صرف عدالتی فورم پر ہو سکتا ہے۔ اخباری خبروں کے تراشے شہادت کے زمرہ میں نہیں آتے۔ رفیق تارڑ نے عدلیہ میں 20 سال گزارے ہمیشہ عدلیہ کے وقار اور آزادی کو ملحوظ رکھا۔ اخبار میں ان سے منسوب بیان کی غلط رپورٹنگ کی گئی ہے۔ اس بناء پر کاغذات مسترد نہیں ہو سکتے۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ نواز شریف کے امیدوار کا صدارتی الیکشن کی دوڑ میں واپس آ جانا بڑی فتح ہے۔ قانونی طور پر اب رفیق تارڑ انتخاب لڑ سکتے ہیں۔ لگتا ہے کہ وہ صدر منتخب ہو جائیں گے۔ وزیراعظم پاکستان جب کوئی بات پسند نہیں کرتے تو وہ اس کے خلاف عدالت میں چلے جاتے ہیں۔

○ جسٹس (ر) رفیق تارڑ کے صدارتی الیکشن میں حصہ لینے کے بارے میں مقدمہ کی سماعت اب 23- دسمبر کو ہوگی۔

○ ترکی کے صدر سلیمان ڈیمریل نے پشاور میں اسلام آباد موٹروے کی تعمیر کا افتتاح کیا۔ وزیراعظم نواز شریف اور صدر سلیمان ڈیمریل نے بٹن دبا کر تعمیر کے کام کا افتتاح کیا۔ واضح رہے کہ موٹروے کے اس حصے کی تعمیر کا ٹھیکہ ترکی کی ایک تعمیراتی کمپنی بایندر کو دیا گیا ہے۔ ترکی کے صدر نے اس موقع پر کہا کہ موٹروے برادر پاکستانی بھائیوں کی ترقی اور خوشحالی میں موثر کردار ادا کرے گی۔

○ وزیراعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ موٹروے پاکستان کی یکجہتی کی علامت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اندھیرے چھٹ چکے ہیں۔ روشنی کا سفر شروع ہے۔ پاکستان اب گیٹ وے بنے گا۔

○ جسٹس مختار جونیجو کا وہ تفصیلی فیصلہ جاری کر دیا گیا ہے جس کے تحت انہوں نے جسٹس (ر) رفیق تارڑ کو صدارتی الیکشن میں حصہ لینے سے نااہل قرار دیا تھا۔ اس میں فاضل جج نے کہا ہے کہ رفیق تارڑ نے جسٹس سجاد پر تنقید کی تھی۔ وہ پارلیمنٹ کے رکن بھی نہیں رہ سکتے۔ مسلم لیگ کے امیدوار نے انٹرویو کے مندرجات سے انکار نہیں کیا۔ اس لئے فوری انکوائری کرانے کی ضرورت ہی نہیں۔ مسٹر رفیق تارڑ نے نواز شریف حکومت کی بحالی کے خلاف جسٹس سجاد کے اختلافی نوٹ کو کوڈ آف کنڈکٹ کی خلاف ورزی قرار دیا بوٹا ازم کو فروغ دینے کا الزام لگا کر ججوں کے خلاف ریفرنس کا مطالبہ کیا عدالتی بحران کے بارے میں کہا کہ یہ ایسے جج کا پیداہ کر ہے جو انگریزوں کا ایجنٹ ہے اور عدالتی دہشت گرد ہے۔ وہ سپریم کورٹ کے ججوں سے ذاتی پرخاش رکھتے ہیں۔ رفیق تارڑ نے ایک موقع پر کہا کہ حکمرانوں نے ہمیشہ ذاتی مفاد کی خاطر عدلیہ کو استعمال کیا۔ لاہور ہائی کورٹ کے ایک جج پر فلور مل خریدنے اور ایک خاتون جج پر لاکھوں کا بنگلہ حاصل کرنے کا الزام لگایا۔ فاضل جج نے قرار دیا کہ میرے خیال میں عدلیہ کی اس سے زیادہ توہین اور بے وقعتی نہیں کی جا سکتی۔

○ قائم مقام چیف الیکشن کمشنر کا تقرر جسٹس سجاد نے کیا تھا۔ وزیراعظم اور صدر لغاری کے درمیان تعلقات میں ناقابل اصلاح بگاڑ کی بنیادی وجہ یہ تقرر تھا۔ جس کے نتیجہ میں صدر کو جانا پڑا۔

○ وفاقی وزیر تہمینہ دولتانہ نے بتایا ہے کہ خواتین کا ایک نیا بینک قائم کیا جائے گا۔ جس میں 95 فیصد کھاتہ دار خواتین ہوں گی۔

○ لاہور ہائی کورٹ نے بے نظیر بھٹو، بیگم نصرت بھٹو اور آصف علی زرداری کے سوئس اکاؤنٹ آپریٹ کرنے پر تافیصلہ مقدمہ پابندی لگا دی ہے۔ مسٹر جسٹس احسان الحق چوہدری نے نیا حکم حکومت کی طرف سے ثبوت پیش کرنے پر جاری کیا۔ مدعا علیہان خود یا ان کا کوئی نمائندہ پیش نہیں ہوا۔ آئندہ سماعت 14- جنوری تک ملتوی کر دی گئی ہے۔ حکومت نے الزام لگایا ہے کہ بیرونی بینکوں میں 105 بلین ڈالرز کی موجودگی کے ثبوت ہیں۔

○ بیگم نسیم ولی خان نے کہا ہے کہ سرحد کا نام پختون خواہ تھا' ہے' اور رہے گا۔ لائل پور اور منٹگمری کے نام کی تبدیلی پر کونسا ریفرنڈم ہوا تھا کہ ہم کرائیں۔

○ سپریم کورٹ میں دس رکنی فل کورٹ میں جسٹس سجاد کی تقرری کے خلاف کیس کی سماعت کے دوران فل کورٹ کے سربراہ جسٹس سعید الزمان صدیقی نے کہا کہ سپریم کورٹ کا ڈھانچہ فوج سے مختلف ہے۔ ماتحتی کا کوئی تصور نہیں۔ احمد رضا قصوری ایڈووکیٹ نے کہا کہ چیف جسٹس صرف فیصلے نہیں کرتا کمانڈ کرتا ہے۔

○ مسٹر آصف علی زرداری نے سپریم کورٹ کے روبرو جسٹس جونیجو کو درخواست دی ہے کہ مجھے سینٹ میں بھجوایا جائے اور صدارتی الیکشن میں ووٹ دینے دیا جائے۔ انہوں نے اپنی درخواست میں کہا ہے کہ میں مارچ 1997ء سے منتخب رکن ہوں مگر ابھی تک حلف نہیں اٹھوایا گیا۔ جس سے صدر کا انتخابی ادارہ نامکمل ہے۔ تو سندھ کی ایک نشست بھی کم ہو گئی ہے۔ قائم مقام چیف الیکشن کمشنر نے اٹارنی جنرل کو نوٹس دے دیا ہے۔

○ ایم کیو ایم کو صلح کا اشارہ دیتے ہوئے بے نظیر بھٹو نے نیا کارڈ پھینک دیا ہے۔ سندھ میں حالات میں تبدیلی کرانے کے لئے اچانک پیپلز پارٹی نے ایم کیو ایم سے ہمدردی ظاہر کرنی شروع کر دی ہے۔

○ کراچی جیل میں ایم کیو ایم اور جئے سندھ کے ارکان کے درمیان تصادم کے بعد جیل کا انتظام رینجرز اور فرنٹیر کانسٹیبلری کے حوالے کر دیا گیا۔

○ پیپلز پارٹی نے کہا ہے کہ قائمقام چیف الیکشن کمشنر کو تبدیل کیا گیا تو مزاحمت کریں گے۔ احرار سے تعلق کے باعث بہت سے شہری بھی رفیق تارڑ کو قبول نہیں کریں گے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ چیف الیکشن کمشنر کے فیصلے کے خلاف اپیل نہیں ہو سکتی۔ اگر مختار جونیجو کے فیصلے کو چیلنج کیا گیا تو پیپلز پارٹی اس میں فریق بنے گی۔

○ وزیراعظم کے صاحبزادے حسین نواز شریف کاروباری وفد لے کر بھارت پہنچ گئے ہیں۔ دورہ کو خفیہ رکھا گیا ہے۔ بھارتی وزارت خارجہ نے کہا ہے کہ حسین نواز کاروباری دورے پر دہلی آئے ہیں۔

○ طالبان نے افغانستان کے شمالی علاقہ جات کو اقوام متحدہ کی طرف سے غذائی امداد کی فراہمی کے لئے راستہ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ ہمارے مطالبات منظور ہونے تک یو این او کو کوئی راستہ استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

○ ایرانی حکومت نے سلمان رشدی کے بارے میں اپنا رویہ نرم کرنے کا اشارہ دیتے ہوئے فتوے پر نظر ثانی کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ سلمان رشدی کو قتل نہیں کریں گے۔ 1989ء میں دیئے جانے والے قتل کے فتویٰ پر مذاکرات کے لئے تیار ہیں۔

○ وزیراعلیٰ آزاد کشمیر بیرسٹر سلطان محمود پر عدم اعتماد کرتے ہوئے آزاد کشمیر کے 4 وزراء مستعفی ہو گئے ہیں۔ بیرسٹر سلطان محمود کی پالیسیوں کے باعث آزاد کشمیر میں پیپلز پارٹی کا وجود خطرے میں ہے۔

○ خراب موسم کے باعث کئی پروازیں تاخیر سے گئیں۔ متعدد منسوخ کر دی گئیں۔ متاثرہ پروازوں میں تاشقند۔ کوپن ہیگن۔ دوبئی۔ ٹورنٹو سے آنے اور ریاض جانے والی پروازیں بھی شامل ہیں۔

○ سنگاپور کا ایک طیارہ انڈونیشیا میں گر کر تباہ ہو گیا۔ جس کے نتیجہ میں 104 مسافر ہلاک ہو گئے ہیں۔

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
دوکان: 212515 رہائش: 212300

بھٹی ہومیو کلینک اینڈ سٹور
رحمت بازار ربوہ
اوقات آجکل
صبح 10 تا 2 بجے
شام 4 تا 8 بجے
نماز جمعہ کی چھٹی
فون یا خط سے مشورہ کر سکتے ہیں
فون 211166

ربوہ میں
ہومیوپیتھک ادویات کا
سب سے بڑا ادارہ
کیور ٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ
ڈاکٹر راجہ ہومیو گولبازار ربوہ
771 / 213156
فیکس: 212299

8 فٹ سپیشل ڈش پر احمدیہ ٹیلی ویژن کی کرسٹل کلیئر نشریات کیلئے
فرج۔ فریزر۔ واشنگ مشین
ٹی وی۔ گیزر۔ پنکھے۔ وی سی آر
بھی دستیاب ہیں
رابطہ۔ انعام اللہ
عثمان الیکٹرونکس
1- لنک میکلوڈ روڈ
بالمقابل جودھامل بلڈنگ پٹیالہ گراؤنڈ لاہور
فون: 7231680 7231681 7223204 7353105